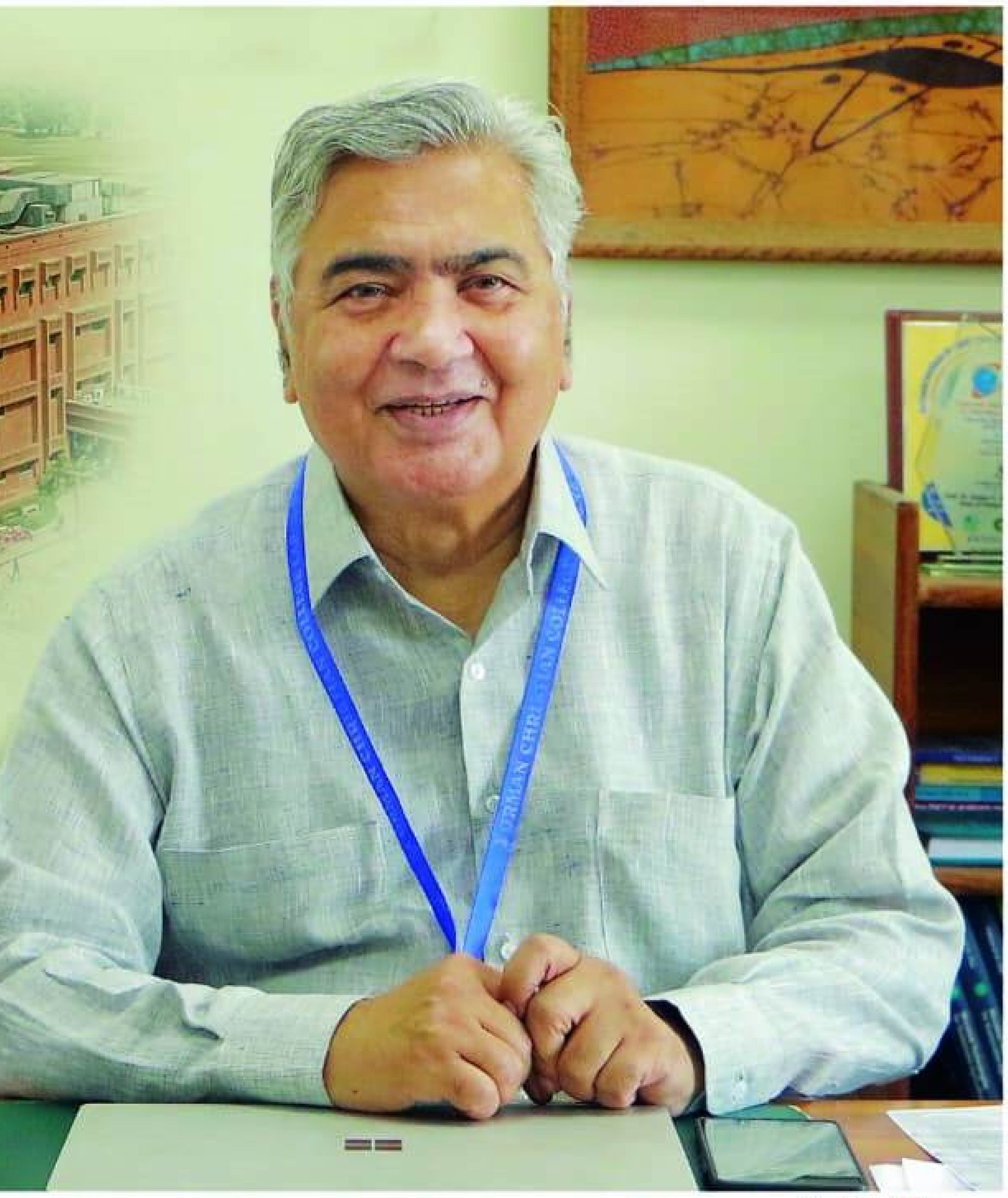

ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے اکیڈمی آف سائنسز گولڈ میڈل وصول کرتے ہوئے۔ ڈاکٹر عطاالرحمٰن بھی موجود ہیں

پاکستان میں کم از کم پانچ سال کیلئے ایجوکیشن ایمرجنسی لگا دینی چاہیے

ایف سی کالج یونیورسٹی جدید ترین تدریسی و تحقیقی سہولیات فراہم کر رہی ہے

ڈین پوسٹ گریجوایٹ سٹڈیز اور ڈائریکٹر ORIC ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک سے خصوصی گفتگو

وقار اشرف
washraf77@gmail.com

درسگاہ یا تعلیمی ادارہ محض عمارت کا نام نہیں بلکہ اس کی اصل روح استاد ہے جو نورِ علم اپنے طلباء تک منتقل کرکے معاشرے کو خوبصورت بنانے کا ہنر سکھاتا ہے۔ ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک کا شمار ایسے ہی افراد میں ہوتا ہے جو ملک کے نامور زرعی سائنسدان اور ماہر تعلیم ہیں۔ تدریس اور ریسرچ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ نامور ترقی پسند دانشور، ادیب اور صحافی عبداللہ ملک کے صاحبزادے ہیں۔ ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک کو بائیوٹیکنالوجی کے شعبے میں گرانقدر خدمات پر بجا طور پر ”فادر آف بائیوٹیکنالوجی“ قرار دیا جاتا ہے۔ سائنس، انجینئرنگ اور بائیو ٹیکنالوجی کے شعبے میں خدمات کے اعتراف کے طور پر تین صدارتی اعزاز تمغہ امتیاز، ستارہ امتیاز اور ہلال امتیاز سے نوازا جا چکا ہے۔ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز سے گولڈ میڈل، ہائر ایجوکیشن کمیشن کی جانب سے distinguished نیشنل پروفیسر ایوارڈ اور بیالوجی میں ISESCO ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اور اس کے ذیلی اداروں کے علاوہ پاکستان ایگریکلچرل ریسرچ کونسل کے چیئرمین اور ممبر پلاننگ کمیشن کے طور پر بھی خدمات انجام دے چکے ہیں اور بھی کئی اداروں میں اہم ترین عہدوں پر کام کیا ہے اور آجکل پاکستان کے تاریخی فارمن کرسچن کالج، جو اب چارٹرڈ یونیورسٹی ہے، میں بطور ڈین پوسٹ گریجوایٹ سٹڈیز اور ڈائریکٹر ORIC خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کئی پی ایچ ڈیز ملک کو دے چکے ہیں، اس وقت بھی کئی طالبعلم ان کی زیر نگرانی پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تعلیم، تدریس اور تحقیق کی صورتحال، ایف سی کالج یونیورسٹی میں جاری پروگرامز اور آئندہ کے عزائم کے حوالے سے ایک نشست میں ان کیساتھ ہونیوالی گفتگو پیش کی جا رہی ہے۔ نوائے وقت مارکیٹنگ کے فہیم ولسن جان، چیف مارکیٹنگ اینڈ آؤٹ ریچ آفیسر ایف سی کالج یونیورسٹی بدیعہ رضا، مارکیٹنگ آفیسر یاسر یوسف اور ہیڈ آف مارکیٹنگ اینڈ کمیونیکیشن ہارون کرسٹی منیر بھی اس موقع پر موجود تھے۔

سوال: بچپن کہاں اور کیسے گزرا، تعلیم کہاں کہاں سے حاصل کی؟

ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک: میں لاہور میں پیدا ہوا اندرون شہر کی گلیوں میں پلا بڑھا اور جوان ہوا، والد اور والدہ دونوں سوشل ایکٹیوسٹ تھے۔ میرے نانا کرشن نگر میں رہتے تھے اس لئے میری سکولنگ کرشن نگر کے پاس جون میکڈونلڈ ہائی سکول میں ہوئی، اس زمانے میں لاہور کے صرف دو سکولوں میں کو ایجوکیشن تھی ایک جون میکڈونلڈ اور دوسرا کیتھڈرل تھا۔ میٹرک کے بعد ایف سی کالج سے ایف ایس سی اور گورنمنٹ کالج سے بی ایس سی اور ایم ایس سی باٹنی کی۔ ایم ایس سی کے بعد اٹامک انرجی کا لاہور میں سنٹر ہوتا تھا وہاں اپریل 1966ء میں ملازمت شروع کی۔ اسی زمانے میں پی پی ایل کو حکومت نے ٹیک اوور کر لیا تھا۔ والد عبداللہ ملک صحافیوں کی ٹریڈ یونین کا سرگرم حصہ تھے اور حکومت نے والد کو لندن میں پاکستان ٹائمز کا نمائندہ بنا کر بھیج دیا تاکہ وہ پاکستان سے چلے جائیں۔ جب والد انگلینڈ چلے گئے تو میرے پاس برطانیہ میں پی ایچ ڈی کیلئے سکالرشپ تھی جسے میں نے استعمال کیا اور میرا داخلہ ہو گیا اس طرح پوری فیملی وہاں چلی گئی۔ والد لندن میں تھے اور میری یونیورسٹی برمنگھم میں تھی Aston University جو اب بہت بڑی یونیورسٹی بن گئی ہے۔ پی ایچ ڈی کے بعد مجھے وہاں ہی تین سال کیلئے پوسٹ ڈاکٹریٹ فیلوشپ مل گئی لیکن دس ماہ ہی ہوئے تھے کہ میں نے سوچا اگر اب یہاں رہ گیا تو پھر ہمیشہ کیلئے یہاں رہ جاؤں گا اس طرح واپس پاکستان آنے کا فیصلہ کر لیا۔ واپس آیا 1970ء کا زمانہ تھا اور الیکشن کا دور تھا، میں نے دوبارہ اٹامک انرجی جوائن کر لی لیکن اس وقت ہمارا سیکشن لاہور سے فیصل آباد منتقل ہو گیا تھا اور وہاں ایک نیا ادارہ بن گیا تھا جسے ”نیوکلیئر انسٹی ٹیوٹ آف ایگری کلچر اینڈ بیالوجی“ (NIAB) کہتے ہیں یوں میں فیصل آباد چلا گیا جو اس زمانے میں لائلپور کہلاتا تھا۔ میں نے چونکہ مائیکرو بیالوجی میں پی ایچ ڈی کی تھی اس لئے مائیکرو بیالوجی ڈویژن میں میری تعیناتی ہو گئی اور اس ڈویژن کو ہم نے تبدیل کرکے Soil Biology Division بنا دیا۔ 1974ء میں مجھے جرمنی کی AVH فیلوشپ مل گئی اور اسی سال جنوری میں میری شادی بھی ہوئی تھی یوں ہم میاں بیوی فروری 1974ء میں جرمنی چلے گئے جہاں پہلے چار مہینے لینگوئج کورس کیا۔ دو سال وہاں رہا اس کے بعد بھی کافی عرصے تک ہماری جرمنی کیساتھ Collaboration چلتی رہی۔ میں واپس (NIAB) آ گیا جہاں کافی کام کیا لیکن جو ہماری اصل کنٹری بیوشن تھی کہ سیم زدہ زمینوں کیلئے ایک نئی تکنیک ایجاد کی جس میں ہمیں کافی کامیابی ہوئی اسی کی بنیاد پر انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی نے 9 ملکوں میں اسی قسم کی ٹیکنالوجی متعارف کروائی جہاں (NIAB) کے سائنسدانوں کو بطور ریسورس پرسن لیا میں بھی اس کیلئے کافی جگہوں پر جاتا رہا۔ پھر ہم نے بائیو فرٹیلائزر بنانے وغیرہ وغیرہ جس کی بہت پذیرائی بھی ہوئی۔ اسی کے حوالے سے امریکہ کی نیشنل اکیڈمی آف سائنسز نے مجھے 1.5 ملین ڈالر کی گرانٹ دی، جب وہ گرانٹ ملی تو امریکی سفیر Deane R. Hinton مجھے مبارکباد دینے کیلئے خصوصاً NIAB فیصل آباد آئے، میں نے وہاں انہیں کہا کہ آپ اپنے فیلوشپ دے رہے ہیں ہم بائیوٹیکنالوجی کو وسعت دینا چاہ رہے ہیں آپ ہماری مدد کریں، ان کیساتھ USAID کا ایک آدمی بھی تھا اور ایک ہفتے کے بعد انہوں نے باضابطہ ایک لیٹر لکھا کہ ہم تمہیں پندرہ فیلوشپس دے رہے ہیں جس میں پانچ پی ایچ ڈیز اور باقی دس ایک ایک سال کیلئے ہیں۔ ہم نے اپنے نوجوانوں کو منتخب کرکے امریکہ کی سب سے اچھی یونیورسٹیز میں بھجوایا جب وہ وہاں سے ڈگریز کرکے واپس آئے تو انہوں نے بائیوٹیکنالوجی کے حوالے سے مختلف جگہوں پر جا کر بہت کام کیا۔ اسی دوران ہم نے حکومت کو تجویز دی کہ ایک بائیوٹیکنالوجی انسٹیٹیوٹ ہونا چاہیے اس کیلئے کافی تگ و دو بھی کرنی پڑی۔ 1987ء میں جنرل ضیاء الحق NIAB سنٹر آئے اور باقاعدہ طور پر ”نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار بائیوٹیکنالوجی اینڈ جینیٹک انجینئرنگ“ بنانے کا اعلان کیا لیکن پی سی ون کے چکر میں دو سال لگ گئے۔ بالآخر 1992ء میں نیا انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد کے ہی کیمپس میں بن گیا اور ہم وہاں شفٹ ہو گئے اور میں ادارے کا بانی ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوا جہاں جو سب سے پہلا کام ہمارے سامنے آیا وہ کپاس کا تھا کیونکہ کپاس کی فصل کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ اسی دوران 1988ء میں مجھے تمغہ امتیاز ملا۔ نیا انسٹی ٹیوٹ بن گیا تو اس کیلئے بھی بہت محنت کی، اس زمانے میں جہانگیر ترین وزیراعلیٰ شہباز شریف کی زراعت کیلئے بنائی گئی ٹاسک فورس کے چیئرمین تھے اور وہی ڈی فیکٹو وزیر زراعت پنجاب تھے، ان کیساتھ میرا کافی اچھا تعلق بن گیا تھا۔ جہانگیر ترین نے ہماری کافی مدد کی کیونکہ وہ خود بھی کپاس کے بڑے کاشتکار تھے اس طرح ان کیساتھ کافی کام کیا۔ پھر ایک روز صبح صبح مجھے وزیراعظم نواز شریف کے پرنسپل سیکرٹری سعید مہدی کی فون کال آئی کہ آپ کی سی وی آئی ہے اور پرائم منسٹر نے آپ کا نام چیئرمین PARC کیلئے منظور کیا ہے آپ عبدالستار لالیکا سے مل لیں۔ میں اس کیلئے زیادہ interested نہیں تھا، اسلام آباد جا کر ڈاکٹر ثمر مبارک مند جو ہمارے immediate boss اور ممبر ٹیکنیکل تھے انہیں کہا کہ آپ سعید مہدی سے کہہ دیں کہ آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ چیئرمین اشفاق احمد سے ملیں۔ ان سے ملا تو انہوں نے کہا یہ تو بڑی آرگنائزیشن ہے تمہیں ضرور جانا چاہیے اس طرح انہوں نے مجھے قائل کر لیا اور PARC میں میں تین سال رہا وہاں میں نے 1.3 بلین کی امریکیوں سے انڈومنٹ بنوائی جو ہماری بڑی کامیابی تھی۔ اس زمانے میں فنانس والوں کو بھی انڈومنٹ کا اتنا زیادہ اندازہ نہیں تھا۔ بہرحال بہت بھاگ دوڑ کی اور بالآخر اس میں کامیابی ملی اس میں ڈاکٹر ظفر الطاف کا بھی ہاتھ تھا دوسرے لوگوں کی بھی محنت تھی، وہ انڈومنٹ اب تک چل رہی ہے۔ PARC کا ریسرچ کا جو بجٹ ہے نہ صرف PARC بلکہ ایگریکلچر کے باقی سارے اداروں کی ریسرچ کو بھی اس سے سپورٹ ملی ہے۔

سوال: سیم زدہ زمینوں کے علاوہ کپاس کے بیج پر بھی کام کیا؟

☆ بالآخر تو کپاس کا بیج ہی ہے جو کاشتکار کے پاس جاتا ہے اس لئے جو بھی ڈویلپمنٹ ہے وہ بیج کے حوالے سے ہی ہے۔ ہماری کپاس کی پیداوار کم کیوں ہوئی اس کی اور کئی وجوہات ہیں۔ میری جب PARC میں آخری ٹرم تھی اور ڈاکٹر اشفاق چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن تھے تو انہوں نے کہا ہم نے ایک نیا ممبر establish کیا ہے ممبر بائیو سائنسز اور کیا آپ وہ بننا چاہیں گے میں نے کہا کیوں نہیں اس طرح میں ممبر بائیو سائنسز بن گیا جہاں پانچ سال رہا ساتھ انہوں نے ایڈمنسٹریشن کی بھی ذمہ داری دے دی تھی۔ جب میں نے PARC جوائن کی تو اسی زمانے میں مجھے ستارہ امتیاز سے نوازا گیا پھر جب PARC سے فارغ ہو رہا تھا تو 2004ء میں ہلال امتیاز دیا گیا۔ 2006ء میں اٹامک انرجی کمیشن سے فارغ ہوا تو ڈاکٹر اکرم شیخ پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین تھے ان کے جنرل پرویز مشرف کیساتھ بہت اچھے تعلقات تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو پلاننگ کمیشن میں لے کر آنا ہے اس طرح دو ڈھائی سال پلاننگ کمیشن میں رہا اور وہاں بھی

اگلے پانچ سال کوئی ڈویلپمنٹ کا کام نہ کریں صرف تعلیم پر خرچ کریں

19 شعبوں میں ایم فل اور چھ میں پی ایچ ڈی کروا رہے ہیں

ریسرچ، انوویشن اور کوالٹی ایجوکیشن پر بہت زیادہ فوکس ہے

یونیورسٹیز کی رینکنگ کے سسٹم سے مطمئن نہیں اس میں بہت خامیاں ہیں

ہم جاب مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق سٹوڈنٹ تیار کر رہے ہیں

ایف سی کالج کی لیب کسی بھی اچھی یونیورسٹی کی لیب سے کم نہیں ہے

ایف سی کالج میں ساری ریسرچ مارکیٹ oriented ہو رہی ہے

ہماری فیس کا دیگر پبلک سیکٹر یونیورسٹیز سے زیادہ فرق نہیں رہا

بہت کام کیا، کئی پراجیکٹس ڈویلپ کئے لیکن ہمارا سسٹم ایسا ہے کہ پلاننگ کمیشن صرف پراجیکٹس کو approve کرتا ہے امپلی منٹ کسی اور نے کرنا ہوتا ہے اس لئے پراجیکٹس امپلی منٹ نہیں ہو پاتے۔2008ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آ گئی اور پلاننگ کمیشن میں نئے ڈپٹی چیئرمین آ گئے اس لئے میں نے استعفیٰ دے دیا اگرچہ انہوں نے مجھے بہت روکا لیکن میں نہیں رکا۔انہی دنوں میں سابق چیئرمین سینٹ محمد میاں سومرو نے اپنے فارم ہاؤس پر اولڈ فارمانئینس کا ایک اجتماع کیا جس میں ریکٹر ایف سی کالج Peter Armacost بھی مدعو تھے جن کیساتھ ڈاکٹر حامد سعید بھی تھے جو رجسٹرار تھے۔ڈاکٹر حامد سعید کو میں بھی جانتا تھا ادھر میری پہلی بار Peter Armacost سے ملاقات ہوئی، میں نے باتوں باتوں میں انہیں بتایا کہ پلاننگ کمیشن نے لمز کو 1.3 بلین کی پراجیکٹ سپورٹ دی ہے ایف سی کالج کو وہ کیوں نہیں مل سکتی آپ بھی اپلائی کریں؟ میں نے پیشکش کی کہ اس کے پی سی ون کی تیاری میں مدد کر سکتا ہوں۔میں نے انہیں بتایا کہ اب میں واپس لاہور آنا چاہتا ہوں تو Peter Armacost نے کہا کب لاہور واپس آنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے ایک ہفتے بعد ہی مجھے ایف سی کالج جوائن کرنے کی باضابطہ دعوت دے دی اس طرح میں 2008 سے ایف سی کالج کا حصہ ہوں۔یہاں آتے ہی میں نے بائیوٹیکنالوجی میں ایم فل پروگرام شروع کر دیا کیونکہ مجھے اس کا تجربہ تھا اس لئے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔بائیوٹیکنالوجی کے بعد دوسرے ڈیپارٹمنٹس میں بھی ایم فل شروع کیا جن میں اکنامکس، پولیٹیکل سائنس، انگلش وغیرہ شامل ہیں۔بائیوٹیکنالوجی میں ایم فل شروع کرنے کے بعد اس قابل ہوئے کہ اچھی فیکلٹی کو Attract کر سکیں۔شروع میں یہاں بائیوٹیکنالوجی کے ہم دو لوگ تھے پھر بہت سے افراد آئے جو ریگولر جابز چھوڑ کر یہاں آئے، کچھ لوگ میری وجہ سے بھی آئے کہ میرے ساتھ کام کر سکیں کیونکہ اللہ نے عزت بنائی ہوئی ہے۔دو تین سال بعد ہم نے دو مزید ایم فل پروگرام شروع کئے جن میں ایک فوڈ سیفٹی اینڈ کوالٹی مینجمنٹ میں تھا جو بالکل market oriented پروگرام ہے۔اس کے بعد molecular pathology and genomics میں ایم فل شروع کیا یہ دونوں ایوننگ پروگرام تھے تاکہ جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ بھی شام کو کلاسز لے سکیں لیکن پھر انہیں ایک سال کیلئے کسی نہ کسی طرح چھٹی لینا ہو گی کیونکہ ایک سال کی ریسرچ لازمی ہے۔ریسرچ کیلئے ہم نے بہت سے پراجیکٹس ایچ ای سی کو لکھے جو کامیاب ہوئے پھر پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کو بھی لکھے، پنجاب میں ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے بھی سپورٹ کی اس طرح فنڈنگ لے کر اپنی labs کو اپ ٹو ڈیٹ کیا۔اب لاہور کی سطح پر ہماری لیب کسی بھی اچھی یونیورسٹی سے کم نہیں ہے۔ہم لاہور میں ایف سی کالج کا competitor لمز کو ہی سمجھتے ہیں۔پبلک سیکٹر میں پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے بچے بھی ہمارے پاس آتے ہیں۔پبلک سیکٹر یونیورسٹیز کو صرف فیس کا edge حاصل ہے کیونکہ ہماری فیس کچھ زیادہ ہے لیکن ہم اسے سکالرشپس اور فنانشل ایڈز وغیرہ کے ذریعے compensate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اب تو فیس کا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی سے بہت کم فرق رہ گیا ہے کیونکہ ہم نے پچھلے دو تین سال سے فیس میں بہت کمی کی ہے بلکہ نصف کر دی ہے۔ہمارا خیال ہے جو بندہ قابل ہے اس کو مالی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔ہمارے ہاں اب بھی کافی سکالرشپس چل رہی ہیں جن میں میرٹ سکالرشپ ہیں، پنجاب ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ فنڈ کی فنڈنگ ہوتی ہے، فنانشل ایڈ والے بھی کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔انٹرنیشنل فنڈنگ کسی پراجیکٹ کیلئے ہوتی ہے مثلاً یہ جو سٹوڈنٹ کیمپس سنٹر ہے یہ سارا فارن فنڈنگ سے بنا ہے۔اور بھی کئی پراجیکٹ بنے ہیں۔

ایف سی کالج یونیورسٹی اور پی سی ایس آئی آر کے درمیان ایم او یو سائن کرنے کے موقع پر ایف سی کالج کے پہلے ریکٹر ڈاکٹر پیٹر آرماکوسٹ کیساتھ

صدر جنرل (ر) پرویز مشرف سے ہلال امتیاز وصول کر رہے ہیں

سوال: ایف سی کالج یونیورسٹی میں اس وقت کتنے شعبوں میں ایم فل پروگرام چل رہے ہیں؟

☆19 ڈیپارٹمنٹس میں ایم فل پروگرام چل رہے ہیں چھ شعبوں میں پی ایچ ڈی کروا رہے ہیں جن میں کیمسٹری، فزکس، اکنامکس، پبلک پالیسی اور بائیوٹیکنالوجی شامل ہیں۔ہمارے ہاں سے پانچ پی ایچ ڈیز نکل چکے ہیں، کیمسٹری سے بھی تین چار لوگ پی ایچ ڈی کر کے نکلے ہیں، فزکس سے چار نکلے ہیں۔

سوال: لائف سائنسز کی فیکلٹی میں کتنے پی ایچ ڈیز ہیں؟

☆بیس لوگ ہیں جو سب پی ایچ ڈی ہیں اور انہوں نے مختلف ملکوں سے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ایف سی کالج یونیورسٹی کے پچھلے ریکٹر Dr James A Tebbe نے جانے سے پہلے سکول آف لائف سائنسز کو میرے نام پر dedicate کر دیا تھا اور اب اس کا نام "کوثر عبداللہ ملک سکول آف لائف سائنسز" ہے۔یہ روایت ایف سی کالج ہی کی ہے کہ اس نے لوگوں کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔مثلاً ایک faculty office بلاک ڈاکٹر حامد سعید کے نام پر ہے اور دوسرا ڈاکٹر سعید شفقت کے نام پر CPPG ہے۔

سوال: ORIC کے سیٹ اپ میں سٹارٹ اپس کی کس حد تک حوصلہ افزائی کی جاتی ہے؟

☆بہت زیادہ کی جاتی ہے۔اس میں ہمارا بزنس انکیوبیشن سنٹر بن رہا ہے اور سال کے آخر میں لانچ ہو جائے گا لیکن ORIC کی ساری ایکٹیویٹیز جاری ہیں۔ہم نے پانچ ملین کا ایک ریوالونگ فنڈ شروع کیا ہوا ہے اور کسی بھی فیکلٹی سے کوئی پراجیکٹ شروع کرنے کیلئے پیسے چاہئیں تو ہم اسے تین لاکھ سالانہ کے حساب سے دیتے ہیں۔

سوال: ایف سی کالج یونیورسٹی عالمی سطح پر بھی Collaboration کر رہی ہے؟

☆کافی یونیورسٹیز کیساتھ ہے۔جرمنی کی کئی یونیورسٹیز کیساتھ بھی linkages ہے، انگلینڈ کیساتھ ہیں وہاں ہمارے دو تین بچے تو ابھی بھی گئے ہوئے ہیں۔ایف سی کالج کی alumni ہر جگہ پر ہے اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

سوال: لائف سائنسز میں مزید پروگرام بھی پائپ لائن میں ہیں؟

☆کافی پروگرام ہیں۔اس وقت گیارہ کے قریب ہمارے پراجیکٹس کو ایچ ای سی فنڈنگ کر رہا ہے۔بیرونی فنڈنگ بھی ہے، جرمنی سے بھی آتی ہے، یو ایس ایڈ کے بھی فنڈز ہیں۔

سوال: ریسرچ، انوویشن اور کوالٹی ایجوکیشن کیلئے کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

☆یہ ساری چیزیں انوویشن کی طرف ہی جا رہی ہیں۔ہماری فیکلٹی کی ٹریننگ مسلسل ہوتی رہتی ہے۔ہمارا ایک سیکشن ہے Center of Learning and Teaching (CLT) وہ فیکلٹی کیلئے مسلسل سیمینار، ورکشاپس اور ٹریننگ کرواتا رہتا ہے۔ہمیں ہر کورس کی آؤٹ لائن دینی ہوتی ہے اور اس کیساتھ پانچ منٹ کی ویڈیو بھی اپ لوڈ کرنی ہوتی ہے کہ میرے کورس میں یہ یہ چیزیں شامل ہوں گی۔میرے خیال میں کسی اور یونیورسٹی میں اس طرف اتنی زیادہ توجہ نہیں ہو گی۔

سوال: انٹرپرینیوریل مائنڈ سیٹ تیار کرنے کیلئے بھی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

☆انٹرپرینیورشپ پر تو ہمارا بہت فوکس ہے۔ہمارے ہر پروگرام میں ایک نہ ایک کورس انٹرپرینیورشپ کا ہوتا ہے جس میں ہم سٹوڈنٹس کو موٹیویٹ کرتے ہیں کہ آپ نے صرف جاب نہیں کرنی بلکہ دوسروں کو جاب دینی ہے۔انہیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ کمپنی کیسے رجسٹرڈ کروانی ہے اس میں SECP کا کیا کردار ہے، فنڈز کہاں کہاں سے مل سکتے ہیں۔اسی طرح Intellectual Property پر بھی ہمارا فوکس ہے اور کمرشل لائیرز کو بلا کر لیکچرز دلواتے رہتے ہیں۔

سوال: مارکیٹ oriented ریسرچ کے حوالے سے ہم کہاں کھڑے ہیں؟

☆ایف سی کالج یونیورسٹی میں ہماری ساری ریسرچ مارکیٹ oriented ہے۔basic research تو عملی طور پر کہیں پر بھی نہیں ہوتی، ہماری جو بھی ریسرچ ہے وہ مارکیٹ کی ڈیمانڈ کے مطابق ہے۔

سوال: جامعات کی عالمی رینکنگ میں ایف سی کالج یونیورسٹی کہاں کھڑی ہے؟

☆بدقسمتی سے میں یونیورسٹیز کی رینکنگ کے سسٹم سے ہی مطمئن نہیں ہوں میرے خیال میں اس میں بہت زیادہ خامیاں ہیں۔اس میں تعلیم کے معیار پر نہیں بلکہ طلبہ کی تعداد پر فوکس کیا جاتا ہے۔

سوال: یونیورسٹی کے حوالے سے آپ کا وژن کیا ہے؟

☆یونیورسٹی کو جو چیز کالج سے مختلف اور ممتاز کرتی ہے وہ ریسرچ ہے، یونیورسٹیز کا کام نالج create کرنا ہے، جب تک یونیورسٹی یہ کام نہیں کرتی میرے خیال میں یونیورسٹی نہیں بنتی اسی لئے سسٹم میں ٹیکنیکس نہیں ہیں، وہ وقت کیساتھ تبدیل ہو رہا ہے اس میں مارکیٹ کے لحاظ سے نئی چیزیں شامل ہوتی رہتی ہیں۔

سوال: تعلیمی نظام میں بہتری کیلئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے؟

☆ہمارے تعلیمی نظام میں بہت کچھ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ہمارے ہاں تعلیم پیسہ بنانے کا ذریعہ بن گئی ہے۔فیکلٹی کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ کچھ اور پڑھے تو وہ طلبہ کو کیا نیا بتائیں اور سکھائیں گے۔جب میں لاہور آیا تو مجھ پر لمز جوائن کرنے کیلئے بہت پریشر تھا کیونکہ سید بابر علی کیساتھ میرے والد عبداللہ ملک کے بھی بہت اچھے تعلقات تھے اور وہ مجھے بہت کہتے رہے اور میں نے انہیں بتایا کہ میں پہلے ایف سی کالج کیساتھ وعدہ کر چکا ہوں اور اخلاقی لحاظ سے بہتر نہیں ہو گا کہ میں اسے جوائن نہ کروں۔میری ایف سی کالج جوائن کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کیلئے ہے جبکہ لمز میں تو صرف ایلیٹ کے بچے ہی جا سکتے ہیں۔

☆قومی وسائل کس حد تک قوم کی تعلیم پر خرچ کرنا ضروری ہیں؟

☆میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں پاکستان میں ایجوکیشن ایمرجنسی لگانے کی ضرورت ہے، اگلے پانچ سال کوئی ڈویلپمنٹ کا کام نہ کریں بلکہ صرف تعلیم پر خرچ کریں کیونکہ ہمارے کتنے ملین بچے سکول نہیں جا رہے۔میں نے ایک بار اپنے طلبہ سے کہا کہ پنجاب کے کتنے دیہات ہیں اور ان میں کتنے سکول ہیں اور کتنے ہونے چاہئیں؟ اور ان سکولوں میں پرائمری کی سطح پر سٹرکچر بنانے کیلئے کتنا سرمایہ چاہیے۔بچوں نے سارا ڈیٹا جمع کر کے بتایا کہ اس پر چالیس بلین کے قریب لاگت آئے گی۔میں جب پلاننگ کمیشن میں تھا تو پروپوزلز بنا بنا کر وزیروں سے درخواستیں کرتا رہا کہ ان کو نافذ کر دیں۔پلاننگ کمیشن میں ہم نے چھوٹے فارمرز کیلئے ایک ویلیج آرگنائزیشن کا کانسیپٹ بنایا تھا وہ 27 بلین کا پراجیکٹ تھا ڈاکٹر شمشاد اختر اس زمانے میں گورنر اسٹیٹ بنک تھیں انکی معاونت سے بنایا اور وزیر اعظم شوکت عزیز نے بھی کہا ٹھیک ہے، وہ منظور ہو گیا اور جب تک ہم وہاں تھے کچھ نہ کچھ امپلی مینٹیشن بھی ہو گئی تھی لیکن جب پی پی پی کی حکومت آئی تو میں نے سلمان فاروقی سے کہا کہ یہ بہت اہم پراجیکٹ ہے اسے جاری رکھیں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں صاحب نے حکم دے دیا ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ شروع کریں۔میں سکندر حیات بوسن اور حسین جہانیاں گردیزی سے بھی کہتا رہا کہ اسے جاری رکھیں لیکن انہوں نے بات نہ مانی پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ تو سب جاگیردار ہیں یہ چھوٹے کاشتکار کے بھلے کی بات کیوں کریں گے۔

☆پاکستان میں ریسرچ تو ہو رہی ہے لیکن کیا اس کے مطابق انڈسٹری بھی ہے؟

☆نہیں ہے، انڈسٹری اور اکیڈیمیہ کے درمیان بہت زیادہ گیپ ہے لیکن اس میں انڈسٹری کا بھی قصور ہے اور اکیڈیمیہ کا بھی۔اکیڈیمیہ بھی انڈسٹری تک نہیں پہنچ سکا دونوں ایک دوسرے کو نہیں سمجھتے۔کوئی بھی چیز جو آپ لیبارٹری میں تیار کرتے ہیں وہ اس طرح سے کمرشلائز نہیں ہو سکتی اسے کمرشلائز کرنے کیلئے مارکیٹ کے مطابق کوئی نہ کوئی آلٹریشن کرنی ہوتی ہے وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آپ کا پارٹنر آپ کے ساتھ ڈویلپمنٹ میں شامل ہو لیکن وہ شامل ہونے کو تیار نہیں ہے اس لئے کام آگے نہیں بڑھتا۔

سوال: آپ جاب مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق سٹوڈنٹ تیار کر رہے ہیں؟

☆بالکل کر رہے ہیں اور پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔یہاں پر بزنس سکول ہے اکنامکس ہے فارمیسی ہے ان سب کے پیچھے ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ ہمارے بچے ڈگری کر کے نکلیں گے تو کہاں جائیں گے۔یہاں کیریئر کونسلنگ کا سیکشن ہے، جاب فیئر ہوتے رہتے ہیں جس میں انڈسٹری کو بلاتے ہیں اور بچوں کی سی وی ان کو دیتے ہیں اس طرح ایف سی کالج یونیورسٹی انتظامیہ اپنی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح بچوں کی یہاں سے نکلنے کے فوری بعد جاب ہو سکے۔یہاں کمپیوٹر سائنسز میں سیکشنز ہیں جو آرٹیفیشل انٹیلی جنس پر بھی کافی کام کرتے رہتے ہیں۔

سوال: برین ڈرین کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

☆یہ بہت خطرناک صورتحال ہے۔دفتر خارجہ کے مطابق پچھلے سالوں میں ہمارے تین چار لاکھ لوگ باہر جاتے تھے اس وقت یہ تعداد نو دس لاکھ سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔ہمیں ان فیکٹرز پر توجہ دینی چاہیے جن کی وجہ سے لوگ باہر جا رہے ہیں۔

سوال: تدریس، ریسرچ اور انتظامی عہدے پر کام کرتے ہوئے نجی زندگی متاثر ہوتی ہے؟

☆میری اہلیہ بھی تدریس کے شعبے سے منسلک رہی ہیں اور وہ شام کو آتی تھیں اور میں بھی شام کو گھر جاتا تھا اس لئے بیچ کر لیتے تھے۔میرے ماشاءاللہ دو بچے ہیں بیٹا اور بیٹی۔بیٹی شادی کے بعد انگلینڈ میں ہے اس کا شوہر میڈیکل سرجن ہے، بیٹا یہاں ہی ہے اور بزنس ایڈمنسٹریشن میں کنسلٹنسی دے رہا ہے اور پی ایچ ڈی بھی کر رہا ہے۔

☆بائیوٹیکنالوجی کے شعبے میں پاکستان میں مزید کتنا کام کرنے کی ضرورت ہے؟

☆ایگریکلچر بائیوٹیکنالوجی پر میں نے ایک کتاب بھی لکھی تھی، اس پر یہاں بہت کام ہو رہا ہے لیکن اس کی کمرشلائزیشن نہیں ہو پا رہی کیونکہ ہمارے ریگولیٹری پروسیجرز بہت مشکل ہیں اور وہی راستے میں رکاوٹ ہیں۔میں نے صدر پاکستان کو بھی خط لکھا تھا اور ان کا جواب آ گیا کہ ہمیں پروپوزلز بنا کر دیں۔میں نے کہا کہ ہم تو پروپوزلز بنا بنا کر تھک گئے ہیں لیکن انکو امپلی منٹ نہیں کیا جاتا۔ہم یہاں ایف سی کالج میں آج کل کاٹن پر بھی کام کر رہے ہیں۔ہمارے جسم میں جتنے سیل ہیں ان سے تین گنا زیادہ ہمارے جسم میں بیکٹیریا ہیں جسے ہم microbiome کہتے ہیں وہ اسی طرح پودوں میں بھی ہے۔ہم پودوں کے microbiome پر کام کر رہے ہیں، ہم نے کاٹن کے بیج کے microbiome پر کام کیا ہے۔ہمارے ہاں کاٹن دو قسم کی ہوتی ہے ایک دیسی اور دوسری امریکن کاٹن۔دیسی کاٹن تمام قسم کی بیماریوں کے مقابلے میں resistant ہوتی ہے اور ہم نے اس کے microbiome نکال کر دوسری اقسام میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے جس میں کافی کامیابی ملی ہے۔اس سے پہلے جب میں یہاں آیا تھا تو گندم میں آئرن اور زنک کی bioavailability بڑھانے پر کام شروع کیا تھا کیونکہ ہمارے کھانے میں آئرن اور زنک کی بہت کمی دیکھی گئی ہے جس کی وجہ سے anemia اور دوسری پیچیدگیاں ہوتی ہیں، پچھلے دو تین سال سے اب ہم اس کے فیلڈ ٹرائل کر رہے ہیں اسی طرح گندم میں ہم نائٹروجن اور فاسفورس کی مقدار بھی بڑھانا چاہتے ہیں۔اس پر دو بچیاں پی ایچ ڈی کر کے جا چکی ہیں۔